اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

(۱۳)

ایمان

۴۔ ایمان بالکتب

اسلام کی اصطلاح میں "کتاب" سے مراد وہ کتاب ہے جو بندوں کی رہنمائی کے لئے اللہ کی طرف سے رسول پر نازل کی جاتی ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے کتاب گویا اسی پیغام کا سرکاری بیان (Official VERSION) یا اسلامی اصطلاح کے مطابق "الٰہی کلام" ہے، جسے لوگوں تک پہنچانے، اور جس کی توضیح و تشریح کرنے، اور جس کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے پیغمبر دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ یہاں اس بحث کا موقع نہیں کہ "کتاب" کس معنی میں اللہ کا کلام ہے، اور اس کے کلام اللہ ہونے کی کیفیت کیا ہے؟ یہ خاص الٰہیات کی بحث ہے جس کا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم کو اس پر صرف اس پہلو سے نظر ڈالنی ہے کہ تہذیب اسلامی کی تاسیس میں ایمان بالکتب کا کیا حصہ ہے؟ اور اس کے لئے صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ پیغمبر کے ذریعہ سے جو تعلیم بندوں کو دینی مقصود ہے اس کے اصول اور امہات مسائل، خاص خدا کی طرف سے پیغمبر کے دل پر القا ہوتے ہیں، اس کے الفاظ اور معانی دونوں میں پیغمبر کی اپنی عقل و فکر، اس کے ارادے، اور اس کی خواہش کا ذرہ برابر دخل نہیں ہوتا، اس لئے وہ لفظاً اور معنیً خدا کا کلام ہوتا ہے نہ کہ پیغمبر کی تصنیف۔ پیغمبر اس کلام کو ایک امانت دار قاصد کی حیثیت سے خدا کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر خدا کی عطا کی ہوئی بصیرت سے اس کے معانی اور مطالب کی تشریح کرتا ہے، انہی الٰہی اصولوں پر اخلاق، معاشرت، تہذیب اور تمدن کا نظام قائم کرتا ہے، اپنی تعلیم و تلقین اور اپنی پاکیزہ سیرت سے لوگوں

کے خیالات، رجحانات اور افکار میں ایک انقلاب برپا کرتا ہے، تقویٰ وطہارت، پاکیزگیٔ نفس اور حسن عمل کی روح ان میں پھونکتا ہے، جو صداقت پسند، اور حق پرست لوگ اس کی پیروی اختیار کرتے ہیں، ان کو وہ اپنی تربیت اور عملی رہنمائی میں اس طور پر منظم کرتا ہے کہ ان سے ایک نئی سوسائٹی نئی ذہنیت نئے افکار و خیالات، نئے آداب و اطوار، اور نئے آئین و قوانین کے ساتھ وجود میں آتی ہے پھر وہ ان میں اللہ کی کتاب اور اس کے ساتھ اپنی تعلیم، اور اپنی پاکیزہ سیرت کے آثار چھوڑ جاتا ہے جو ہمیشہ اس جماعت اور اس کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتے ہیں۔

رسالت اور کتاب کا تعلق

"رسالت" اور "کتاب" دونوں اسی ایک خدا کی طرف سے ہیں دونوں ایک ہی امر ربانی کے اجزاء، اور ایک ہی مقصد، اور ایک ہی دعوت کی تکمیل کے ذریعے ہیں۔ وہی اللہ کا علم اور اس کی حکمت رسول کے سینے میں بھی ہے اور کتاب کے اوراق میں بھی جس تعلیم کا لفظی بیان "کتاب" ہے، اسی کا عملی نمونہ رسول کی زندگی ہے۔

انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کو علم کے ساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہوتی ہے جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا دے، اور اس کا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشا رہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ سے ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکیگی کہ تنہا کسی کتاب نے، انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا ہو جن رہنماؤں نے قوموں کے افکار و اعمال میں زبردست انقلابات پیدا کئے ہیں، اگر وہ خود اپنی تعلیم کے مکمل عملی نمونے بن کر نہ پیدا ہوتے، اور صرف ان کی تعلیمات اور ان کے اصول کسی کتاب کی شکل میں شایع ہو جاتے تو انسانی فطرت کا کوئی رازداں یہ دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ محض اس کتاب سے وہی انقلابات رونما ہوتے جو ان رہنماؤں کی عملی تعلیم سے ہوئے۔

دوسری طرف یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ وہ انسانی رہنما کے ساتھ اس کی تعلیم کا ایک مستند اور معتبر بیان بھی چاہتی ہے، خواہ وہ کاغذ پر لکھا ہوا ہو، یا سینوں میں محفوظ ہو۔ رہنما جن اصولوں پر جماعت کے افکار و اعمال اور اخلاق و تمدن کی بنا رکھتا ہے، وہ اگر اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہیں تو رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کا نقش دھندلا ہوتا جاتا ہے، اور اس نقش کے مٹنے کے ساتھ انفرادی سیرت اور اجتماعی نظم و آئین کی بنیادیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ آخر میں اس جماعت کے پاس صرف افسانے ہی افسانے رہ جاتے ہیں، جن میں ایک طاقتور نظام تمدن کو سنبھالنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن رہنماؤں کی تعلیم محفوظ نہیں رہی ان کے متبعین گمراہی میں پڑ گئے، ان کی بنائی ہوئی امت ہر قسم کے اعتقادی، فکری، علمی، اخلاقی اور تمدنی مفاسد میں مبتلا ہو گئی، اور کوئی ایسی چیز ان کے پیچھے باقی نہیں رہی، جس سے وہ صحیح اور اصلی اصول اخذ کئے جا سکیں جن پر ابتداً اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔

فاطر کائنات اپنی مخلوق کی اس فطرت سے واقف تھا، اس لئے اس نے جب نوع بشری کی ہدایت کا ذمہ لیا، تو اس کے لئے رسالت اور تنزیل دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری کیا۔ ایک طرف بہترین سیرت رکھنے والے انسانوں کو رہنمائی کے منصب پر مقرر کیا اور دوسری طرف اپنا کلام بھی نازل کیا، تاکہ یہ دونوں چیزیں انسانی فطرت کے ان دونوں مطالبوں کو پورا کر دیں۔ اگر رہنما کتاب کے بغیر آتے، یا کتابیں رہنماؤں کے بغیر آتیں تو حکمت کا مقصود پورا نہ ہو سکتا۔

چراغ اور رہنما کی قرآنی مثال رسالت اور کتاب کے اس تعلق کو قرآن مجید ایک تمثیلی پیرائے میں بیان کرتا ہے۔ اس نے جگہ جگہ رسول کو رہنما اور بدرقہ سے تشبیہ دی ہے جس کا کام گمراہوں کو سیدھا رستہ بتانا ہے، مثلاً وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (۲۱: ۵)، وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (۱۳: ۱)، فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (۱۹: ۳)، وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (۷۹: ۱)

دوسری طرف وہ کتاب کو "نور" اور "ضیاء" اور "برہان" اور "فرقان" اور "منیر" اور "مبین" کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے، مثلاً وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ (۷: ۱۹) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً (۲۱: ۴) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (۵: ۳) قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (۴: ۲۴) یہ تشبیہات محض شاعری نہیں ہیں، بلکہ ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان سے یہ بتانا مقصود ہے کہ معمولی انسان کو فطری عقل اور اکتسابی علم سے اتنی روشنی اور رہنمائی حاصل نہیں ہوتی جس سے وہ حق کی سیدھی راہ پر چل سکے۔ اس اجنبی اور اندھیری منزل میں اس کو ایک ایسے غیر معمولی رہنما کی ضرورت ہے جو اس منزل کی رسم و راہ سے واقف ہو، اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک چراغ بھی ہو تاکہ وہ اسے لئے ہوئے قدم قدم پر بتاتا چلے کہ یہاں گڑھا ہے، یہاں قدم پھسلتا ہے، یہاں کانٹے اور جھاڑیاں ہیں، یہاں سے دوسرے ٹیڑھے اور غلط راستے نکلتے ہیں، اور اس کے پیچھے چلنے والا انسان خود بھی اس چراغ کی روشنی میں راہ کے نشانات کو دیکھ کر، سیدھی راہ کی علامات کو پہچان کر، ٹیڑھے راستوں کے موڑوں اور تکڑوں سے واقف ہو کر علیٰ وجہ البصیرت اس کا اقتدا کر سکے۔ رات کے اندھیرے میں رہنما اور چراغ کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے وہی تعلق رسول اور کتاب میں بھی ہے۔ اگر ہم رہنما کے ہاتھ سے چراغ چھین لیں اور خود اس کو لے کر چلنے لگیں تو راستے میں ہم کو بہت سے ایسے ترا ہے، چوراہے اور متشابہ راستے ملیں گے جہاں ہم کو یا تو حیران و پریشان ہو کر ٹھیر جانا ہوگا، یا ہم اس چراغ کی روشنی میں کسی غلط راستے پر چلنے لگیں گے، کیونکہ محض چراغ کا وجود انسان کو رہنما سے بے نیاز نہیں کرتا۔

ے آیہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ (۲: ۳) میں منجملہ اور باتوں کے ایک اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ انسان کو زمین پر اتارتے وقت فرمایا گیا تھا کہ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی (۲۰: ۷) اس لئے جو لوگ خدا کے بھیجے ہوئے ہادی کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر، اور اس تعلق کو جو خدا نے رسالت اور کتاب کے درمیان قائم کیا ہے قطع کر کے کتاب اللہ سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ گمراہ ہو جاتے ہیں اور کتاب منیر باوجود منیر ہونے کے انکو سیدھا راستہ نہیں بتاتی۔

اسی طرح اگر رہنما کے ہاتھ میں چراغ نہ ہو تو ہم محض اندھے مقلد کی طرح اس کا دامن پکڑتے ہوئے چلیں گے اور روشنی کے بغیر ہم میں خود اتنی بصیرت پیدا نہ ہوگی کہ سیدھے راستے کو ٹیڑھے راستوں سے ممتاز کرکے دیکھ سکیں اور سیدھی راہ کے ان نازک مقامات کو بھی پہچان لیں جہاں انسان ٹھوکر کھاتا ہے یا اس کا قدم پھسل جاتا ہے۔ پس جس طرح ہم کو رات کی تاریکیوں میں اجنبی راہوں پر چلنے کے لئے ایک ایسے بدرقے کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو اس منزل کی رسم و راہ سے خوب واقف ہو اور ایک مشعل کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کی روشنی میں ہم اس راستے کو خوب پہچان سکیں، اور ان دونوں میں سے کسی ایک سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے، اسی طرح حقیقت کی اجنبی منزل میں جہاں ہماری عقل کی روشنی تنہا کام نہیں دیتی ہم کو رسول اور کتاب دونوں کی یکساں ضرورت ہوتی ہے، اور ان میں سے کسی کے اتباع کو چھوڑ کر ہم سیدھی راہ نہیں پا سکتے۔

رسول وہ ماہر بدرقہ ہے جو خدا کی دی ہوئی بصیرت سے ہدایت کی صراط مستقیم کو جانتا ہے اور اس منزل کی رسم و راہ سے ایسا واقف ہوتا ہے جیسا کسی راہ پر سینکڑوں مرتبہ چلا ہوا بدرقہ اس کے ہر ہر قدم کی تفصیلی کیفیات سے واقف ہوا کرتا ہے۔ اسی بصیرت کا نام "حکم" اور "علم" اور "شرح صدر" اور "تعلیم الٰہی" و "ہدایت ربانی" ہے جسے خصوصیت کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو عطا کئے جانے کا ذکر بار بار قرآن میں آیا ہے مثلاً أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۹۴) وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ (۴: ۱۷) وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا (۲۱: ۶) اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ (۳۶: ۲) اور کتاب وہ روشن چراغ ہے جس کی مدد سے رسول اپنے پیروؤں کو نہ صرف سیدھی راہ چلاتا ہے بلکہ انہیں اسی نور علم، اور روشنی فکر، اور عرفان حق سے بہرہ مند کر دیتا ہے جو ایک بالاتر درجے میں اللہ کی طرف سے خود اس کو عطا ہوا ہے، اور اپنی تعلیم و تربیت سے انہیں اس قابل بنا دیتا ہے کہ اگر وہ اس کے نقش قدم پر چلیں اور اس چراغ کو ہاتھ میں رکھیں تو نہ صرف خود ہدایت پائیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی رہنما اور امام بن جائیں۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ (۱۴:۱)

کتاب جس کو ہم نے تیری طرف اتارا تاکہ تو لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۱۶:۴۴)

اور ہم نے تجھ پر ذکر (قرآن) اتارا تاکہ تو لوگوں کے لئے اس ہدایت کو واضح کردے جو ان کی طرف اتاری گئی ہے شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔

پھر ایک بلیغ انداز میں قرآن نے یہ بھی بتادیا کہ مادی جسمانی عالم میں چراغ اور رہنما کے درمیان جو مغائرت ہے وہ عالم حقیقت میں رسول اور کتاب کے درمیان نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک اتحادی رشتہ ہے چنانچہ بعض جگہ جس چیز سے کتاب کو تشبیہ دی گئی ہے اسی چیز سے کسی دوسری جگہ رسول کو بھی تشبیہ دی گئی ہے اور اسی طرح اس کے برعکس آیہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (۳۳:) میں رسول کو چراغ روشن کہا ہے اور آیہ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (۱۷:) میں کتاب کو رہنما کہا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور رسول کا تعلق حقیقۃً ناقابل انقطاع ہے انسان کو ہدایت کیلئے دونوں کی یکساں ضرورت ہے۔ اسلام جس فکری وعملی نظام اور جس تہذیب وتمدن کو قائم کرنا چاہتا ہے اس کے قیام واستحکام اور اس کے دائما اپنی صحیح شکل میں رہنے کے لئے ناگزیر ہے کہ ہمیشہ رسالت اور کتاب دونوں کے ساتھ اس کا تعلق برقرار رہے۔ اسی شدید ضرورت کی بنا پر رسالت اور کتاب دونوں کو الگ الگ مستقل اجزائے ایمان قرار دیا گیا، اور ہر ایک پر ایمان لانے کی بار بار تاکید کی گئی۔ اگر تاکید مقصود نہ ہوتی تو ایسا کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ رسول کی تصدیق اس کی لائی ہوئی کتاب کی تصدیق کو متضمن ہے اور کتاب کی تصدیق اس کے لانے والے کی تصدیق کو۔

تمام کتب آسمانی پر ایمان

جہاں تک ایمان کا تعلق ہے، اسلام ان تمام کتابوں کو ماننے کا حکم

دیتا ہے جو خدا کی طرف سے اس کے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں مسلمان ہونے کے لیے جس طرح تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح تمام کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن میں بار بار کہا گیا ہے:-

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (۱:۲)۔

اور پرہیزگار وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی تھیں۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (۲:۴۰)

رسول اور سب مومن ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (۳:۱)

اللہ نے تجھ پر حق کے ساتھ کتاب اتاری جو تصدیق کرتی ہے ان تمام کتابوں کی جو اس کے آگے آچکی ہیں

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۹:۲)

کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہم پر اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتاری گئی تھیں اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دی گئی تھیں ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کو ماننے والے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِي

جن لوگوں نے اس کتاب اور ان کتابوں کو جھٹلایا جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا ان کو عنقریب اس کا انجام معلوم ہو جائے گا جب طوق و سلاسل

الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ (۴۰ : ۸) ۔	ان کی گردنوں میں پڑے ہوں گے اور وہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (۵۷ : ۳)	بہ تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا تھا اور ان کے ساتھ کتاب اتاری تھی، اور ترازو تاکہ لوگ حق پر قائم ہوں ۔

اس اجمالی بیان کے ساتھ بعض کتابوں کے نام لے کر بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ مثلاً توریت کو ہدایت، نور، فرقان، ضیا، امام اور رحمت کہا گیا ہے (۲۸ : ۵-۵ : ۶-۲۱ : ۴-۴۶ : ۲) اور انجیل کو بھی ہدایت، نور اور موعظت کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے (۵ : ۴) پس یہ بات اسلام کے اصول میں سے ہے کہ جن کتابوں کا ذکر تصریح کے ساتھ قرآن میں کیا گیا ہے ان پر صراحتہً، اور جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے ان پر اجمالاً ایمان لایا جائے۔ اسلامی اعتقاد کے مطابق دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اللہ کے رسول، اس کی طرف سے کتابیں لے کر نہ آئے ہوں اور جتنی کتابیں دنیا کے مختلف خطوں مختلف قوموں میں آئی ہیں، وہ سب ایک ہی سرچشمے کی نہریں، ایک ہی آفتاب کی شعاعیں تھیں۔ سب اسی حق اور صداقت، اور ہدایت اور نور کے ساتھ آئی تھیں جس کا نام "اسلام" ہے۔ اس لئے جو "مسلم" ہے وہ ان سب پر ایمان لاتا ہے، اور جو ان میں سے کسی کی تکذیب کرتا ہے وہ سب کی تکذیب اور درحقیقت اصل سرچشمے کی تکذیب کا مجرم ہے۔

صرف قرآن کا اتباع لیکن ایمان کے بعد جہاں سے بالفعل اتباع کی سرحد شروع ہوتی ہے وہاں دوسری کتابوں سے تعلق منقطع کر کے صرف قرآن کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے۔ اس کے متعدد وجوہ ہیں۔

اوّلاً کتب آسمانی میں سے بہت سی کتابیں تو اب معدوم ہیں، اور جو پائی جاتی ہیں ان میں قرآن کے سوا کوئی کتاب اپنے اصل الفاظ اور معانی میں محفوظ نہیں ہے۔ کلام الٰہی کے ساتھ کلام انسانی لفظاً

اور معنیً دونوں طرح شریک ہوگیا ہے۔ ہدایت کے ساتھ گمراہی جو خواہشات نفسانی کے اتباع کا لازمی نتیجہ ہے، ان کتابوں میں مل جل گئی ہے، اور اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان میں حق کس قدر ہے اور باطل کس قدر۔ یہی حال ان کتابوں کا بھی ہے جن پر مختلف ملتیں اپنے دین کا مدار رکھتی ہیں، اور جن کے آسمانی ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں۔ جن میں منزل من اللہ ہونے کا تخیل ہی سرے سے موجود نہیں بعض کے متعلق یہ تک پتہ نہیں چلتا کہ اگر وہ خدا کی طرف سے آئیں تو کن نبیوں کے پاس آئیں اور کس زمانے میں آئیں بعض کی زبانیں ایسی مردہ ہوچکی ہیں کہ آج ان کے صحیح معانی متعین کرنا مشکل ہے۔ بعض میں انسانی خواہشات، اور غلط تخیلات و اوھام کی صریح آمیزش معلوم ہوتی ہے بعض میں شرک، غیراللہ کی پرستش، اور ایسے ہی دوسرے غلط عقاید اور اعمال کی صریح تعلیم موجود ہے جو کسی طرح حق نہیں ہوسکتی۔ ایسی کتابیں جن کا یہ حال ہو انسان کو صحیح علم اور صحیح روشنی نہیں دے سکتیں۔ انسان ان کا اتباع کرکے گمراہی سے محفوظ نہیں ہوسکتا۔

ثانیاً قرآن کے سوا جتنی کتابیں اس وقت موجود ہیں، عام اس سے کہ آسمانی ہوں یا ان کے متعلق آسمانی ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہو، ان کی تعلیمات اور ان کے احکام میں یا تو محدود نسلی قومیت کا اثر نمایاں ہے، یا مخصوص زمانی حالات کا اقتضاء غالب۔ وہ ہر زمانے میں تمام نوع بشری کے لئے ہدایت و رہنمائی کا نہ کبھی ذریعہ بنی ہیں اور نہ بن سکتی ہیں۔

ثالثاً اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کتابوں میں سے ہر ایک میں ایسی تعلیمات موجود ہیں جو حق اور صدق ہیں، اور ان میں انسان کے اخلاق اور معاملات کی اصلاح کے لئے بعض اچھے اصول اور قوانین بھی موجود ہیں، لیکن ان میں کوئی ایک کتاب ایسی نہیں ہے جو تمام خیرات کی جامع ہو جس میں پورا حق ظاہر کردیا گیا ہو، جو تنہا انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی صحیح رہنمائی کرسکتی ہو۔

قرآن مجید ان تینوں خامیوں سے پاک ہے۔

۱۔ وہ انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیش کیا تھا۔ اول روز سے سینکڑوں ہزاروں، لاکھوں آدمیوں نے ہر زمانے میں اس کو لفظ بہ لفظ یاد کیا ہے، لاکھوں کروڑوں آدمیوں نے روزانہ اس کی تلاوت کی ہے، ہمیشہ اس کے نسخے ضبط کتابت میں لائے جاتے رہے ہیں، اور کبھی اس کی عبارت میں ذرہ برابر اختلاف نہیں پایا گیا ہے۔ لہٰذا اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں ہے کہ جو قرآن نبی عربی صلعم کی زبان سے سنا گیا تھا وہی آج دنیا میں موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ اس میں کبھی ایک لفظ کا تغیر و تبدل نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

۲۔ وہ عربی زبان میں اترا ہے جو زندہ زبان ہے۔ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے آج کروڑوں انسان موجود ہیں، اور آج تک اس زبان کا فصیح اور معیاری لٹریچر وہی ہے جو نزول قرآن کے وقت تھا۔ اس کے معانی اور مطالب معلوم کرنے میں انسان کے لئے وہ دقتیں نہیں ہیں جو مردہ زبانوں کی کتابوں کے سمجھنے میں پیش آتی ہیں۔

۳۔ وہ سراسر حق، اور از اول تا آخر الٰہی تعلیمات سے لبریز ہے۔ اس میں کہیں انسانی جذبات، نفسانی خواہشات قومی یا طائفی خود غرضیوں اور جاہلانہ گمراہیوں کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

۴۔ اس میں تمام نوع بشری کو خطاب کیا گیا ہے، اور ایسے عقائد، اصولِ اخلاق اور قوانین عمل پیش کئے گئے ہیں۔ جو کسی ملک و قوم اور کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ اس کی تعلیم ہر تعلیم عالمگیر بھی ہے۔ اور جاودانی بھی۔

۵۔ اس کے اندر ان تمام حقایق و معارف اور خیرات و صالحات کو جمع کر دیا گیا ہے جو اس سے پہلے کی آسمانی کتابوں میں بیان کئے گئے تھے۔ کسی مذہب کی کتاب سے ایسی کوئی بات نکال کر نہیں بتائی جا سکتی جو حق اور نیکی ہو، اور قرآن اس کے ذکر سے خالی ہو۔ ایسی جامع کتاب کی موجودگی میں انسان آپ سے آپ دوسری تمام کتابوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۶۔ وہ آسمانی ہدایات اور الٰہی تعلیمات کا جدید ترین مجموعہ (Latest edition)
ہے بعض ہدایات جو پچھلی کتابوں میں مخصوص حالات کے تحت دی گئی تھیں وہ اس میں سے نکال دی گئیں
اور بہت سی نئی تعلیمات جو پچھلی کتابوں میں نہ تھیں، اس میں اضافہ کر دی گئیں۔ لہذا جو شخص آباء و
اجداد کا نہیں بلکہ فی الواقع خدائی ہدایت کا پیرو ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اسی آخری اور جدید ترین ایڈیشن
کا اتباع کرے نہ کہ پرانے ایڈیشنوں کا۔

یہی وجوہ ہیں جن کی بنا پر اسلام نے تمام کتابوں سے اتباع کا تعلق منقطع کر کے صرف قرآن کو
متبوع قرار دیا ہے اور تمام دنیا کو دعوت دی ہے کہ وہ اسی ایک کتاب کو اپنا دستور العمل بنائے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ (۴: ۱۵)
ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس علم حق کے ساتھ فیصلہ کرے جو خدا نے تجھے دیا ہے۔

فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (۷: ۱۹)
پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی مدد اور حمایت کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کو بھی قرآن پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کی دعوت دی گئی
ہے جن کے پاس پہلے سے کوئی آسمانی کتاب موجود ہے۔ چنانچہ بار بار قرآن میں حکم دیا جاتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ (۴: ۷)
اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہے ایمان لاؤ اس کتاب (قرآن) پر جسے ہم نے اتارا ہے اور جو ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہیں۔

يٰۤـاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا
اے کتاب والو! تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ (۵:۳)

جو تمہارے لئے ان بہت سے چیزوں کو ظاہر کرتا ہے جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے، اور بہت سی چیزوں سے معاف بھی کر دیتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت بخشتا ہے جو اس کی خوشنودی کا اتباع کرتے ہیں، اور وہ اس کے حکم سے ان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے

وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ (۲:۱۲)

اور ہم نے تیری طرف واضح اور کھلی ہوئی آیتیں اتاری ہیں، اور ان کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو فاسق ہیں

قرآن کے متعلق تفصیلی عقیدہ جو کتاب انسان کے لئے فکر و اعتقاد کی صحیح رہنما قرار دی گئی ہو، اور جس کو عملی زندگی کے لئے واجب الاتباع قانون مقرر کیا گیا ہو، اس کی پیروی اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان اس کے صحیح اور برحق ہونے اور غلطیوں سے محفوظ ہونے کا پورا پورا یقین نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر اس کی صحت کے متعلق کسی قسم کے شک نے راہ پالی تو اس کتاب پر سے اطمینان اٹھ جائیگا اور پھر جمعیت خاطر کیساتھ اس کی پیروی نہ کی جاسکے گی۔ اس ضرورت کی بنا پر ایمان بالقرآن کے لازمی اجزا حسب ذیل ہیں جن کو قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے:۔

۱۔ قرآن جس عبارت میں اترا تھا اسی عبارت میں محفوظ ہے کسی قسم کی کمی بیشی اس میں نہیں ہوئی اس پر حسب ذیل آیات قرآنی دلالت کرتی ہیں۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ اس کو جمع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے لیکن

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (۷۵:۱۸) ہم اسے پڑھیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو، پھر اس کے معانی کو سمجھا دینا بھی ہمارا کام ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۔ (۸۷) ہم تم کو ایسا پڑھائیں گے کہ تم بھولنے نہ پاؤ گے، بجز اس کے جب خدا بھلانا چاہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۱۵:۱) اس ذکر (قرآن) کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ (۱۸:۴) تیری طرف تیرے رب کی کتاب سے جو کچھ وحی کیا گیا ہے اس کی تلاوت کر، اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

۲۔ قرآن کی تنزیل میں کسی شیطانی قوۃ کا ذرہ برابر دخل نہیں ہے۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۔ (۲۶:۱۱) اس کو لے کر شیطان نہیں اترے ہیں، نہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے۔ نہ وہ اس کو کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو وحی کے سننے سے بھی دور رکھے گئے ہیں۔

۳۔ قرآن میں خود نبی کی خواہش کا بھی کوئی دخل نہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى (۵۳:۱) وہ اپنے دل کی خواہش سے نہیں بول رہا ہے بلکہ یہ جو کچھ ہے وحی ہے جو اس پر اتاری جاتی ہے۔

۴۔ قرآن میں باطل کو ہرگز کوئی راہ نہیں ملی۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (۴۱:۵) یقیناً یہ ایک محفوظ و مضبوط کتاب ہے، باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم اور سزاوار حمد ہستی کی اتاری ہوئی ہے۔

۵۔ قرآن سراسر حق ہے، گمان اور اندازہ کی بنا پر نہیں بلکہ علم کی بنا پر اتارا گیا ہے، اس میں کجی اور ٹیڑھ نہیں، ٹھیک ٹھیک سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ۔ (۳۴ : ۱)

اور جو لوگ علم رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو جو تیری طرف تیرے رب کے پاس سے اتاری گئی ہے، سمجھتے ہیں کہ وہی حق ہے اور خدائے عزیز و حمید کے راستہ کی طرف ہدایت کرتی ہے

وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ (۶۹ : ۲)

اور بلاشبہ وہ یقینی حق ہے۔

وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (۷ : ۶)

اور ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر مومنوں کے لئے مفصل ہدایت اور رحمت بنایا ہے۔

قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (۲۵ : ۱)

اے محمد کہدو کہ یہ کتاب اس نے اتاری ہے جو آسمانوں اور زمین کے سب راز جانتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (۲ : ۱)

یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی بات شک کی بنا پر نہیں کہی گئی ہے۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قَيِّمًا (۱۸ : ۱)

اور خدا نے اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ وہ بالکل سیدھی ہے۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (۱۷ : ۱)

بے شک یہ قرآن وہی راستہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے

۶۔ قرآن کے احکام اور اس کی تعلیمات میں رد و بدل کا حق کسی کو، حتیٰ کہ پیغمبر کو بھی نہیں ہے۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ

اے محمد کہدو کہ میں اس کتاب کو اپنی طرف سے بدلنے کا حق نہیں رکھتا میں تو صرف اسی وحی کا اتباع کرتا ہوں

إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (۲:۱۰) جو میری طرف اتاری جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی
کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

۷۔ جو چیز قرآن کے خلاف ہے وہ ہرگز قابل تسلیم اور قابل اتباع نہیں ہے۔

اِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا
مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ (۱:۷) گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کو چھوڑ کر اپنے مددگاروں
کی پیروی نہ کرو۔

یہ قرآن مجید کے متعلق اسلام کا تفصیلی عقیدہ ہے اور اس کے ہر جز پر اعتقاد رکھنا لازم ہے جس کے عقیدہ میں کسی جزو کی بھی کمی ہوگی وہ قرآن کا صحیح اور کامل اتباع نہ کر سکے گا، اور اس راہ راست سے ہٹ جائے گا جس کا نام "اسلام" ہے۔"

جامعہ اسلامی کا سنگ بنیاد ایک کتاب اور ایک رسول پر ایمان، اسی کا اتباع اسی کے بنائے ہوئے سانچے میں ذہنیتوں کا ڈھل جانا، اسی ایک منبع سے تمام اعتقادات، عبادات، اخلاق و معاملات، اور جملہ مدنی قوانین کا ماخوذ ہونا، اور اسی ایمان، اطاعت اور اتباع کے رشتے میں تمام پیروان اسلام کا منسلک ہونا اسلام کو ایک مستقل تہذیب اور مسلمانوں کو ہر قسم کے نسلی، لسانی، لونی اور جغرافی اختلافات کے باوجود ایک قوم بناتا ہے علم و عقل، تحقیق و اجتہاد، نقطۂ نظر اور رجحان طبع کے فطری اختلاف سے یہ ممکن ہے کہ آیات قرآنی اور سنت نبوی سے مسائل کے استنباط، اور ان کے مفہوم اور مقصود کے سمجھنے میں اختلاف واقع ہو جائے، لیکن ایسا اختلاف محض جزئی اور فرعی اختلاف ہے، اور یہ ان مختلف فقہی اور کلامی مذاہب کو الگ الگ دین، اور ان کے ماننے والوں کو جدا جدا قومیں نہیں بناتا۔ اصل چیز جس پر ملت اسلام کی بنا قائم ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسولؐ خدا ہونے کے واحد مقتدا، اور قرآن کو بحیثیت کتاب الٰہی ہونے کے واحد کتاب آئین تسلیم کرنا، اور اسی سرچشمے کو جملہ عقاید اور قوانین کا

ماخذ قرار دیتا ہے۔ اس اصل میں جو لوگ متفق ہیں وہ سب ایک قوم ہیں خواہ ان کے درمیان فرعی امور میں کتنا ہی اختلاف ہو۔ اور اس اصل سے جو لوگ اختلاف رکھتے ہیں، وہ سب اسلام کی نظر میں ایک دوسری قوم ہیں، خواہ وہ خود آپس میں کتنی ہی مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے ہوں۔

قرآن دراصل ان تمام امور کا جامع ہے جن پر اسلام کی بنا قائم ہے؛ جو قرآن پر ایمان لایا، وہ گویا خدا، اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں، اور یوم آخر پر بھی ایمان لے آیا، کیونکہ یہ تمام ایمانیات اپنی تفصیلات کے ساتھ قرآن میں موجود ہیں، اور ایمان بالقرآن کے راست اور درست ہونے کا یقینی ثمرہ یہی ہے کہ انسان کو پورا ایمان حاصل ہو جائے۔ اسی طرح قرآن میں شریعت اسلام کے تمام اصول اور اساسی قوانین بھی مندرج ہیں، جن کو صاحب شریعت علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنے عمل سے واضح اور شرح کر دیا ہے۔ لہٰذا جو شخص صحیح ایمان کے ساتھ قرآن اور سنت رسولؐ کو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں واجب الاتباع قانون قرار دیتا ہے، وہ یقیناً اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے مسلمان ہے۔ اسی ایمان اور اتباع کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔ جہاں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں گی وہاں اسلام بھی ہوگا اور جہاں یہ نہ ہوں گی، وہاں اسلام بھی نہ ہوگا۔ (باقی)